ہونا چاہئے تو اس کا تغیر کس ذریعے سے ہونا چاہیے۔ مضمون زیادہ تر دوسروں کی تردید کے لیے وقف ہے تعمیری اور مثبت پہلو سے جو نظریہ دیا گیا ہے وہ مجمل اور مبہم ہے اور اس پر کسی نظام حیات کی استواری کا تصور نہیں کیا جا سکتا، اس کے بل پر تو بس مناظرے لڑے جا سکتے ہیں۔

INTERESTLESS BANKING تالیف: پروفیسر محمد عُزیر، ایم اے۔ شائع کردہ: ریحان پبلکیشنز، کراچی، ڈھاکہ۔

"اسلامی نظام" کا تصور جب سے فروغ پا رہا ہے تمدنی زندگی کے تمام بڑے بڑے مسائل زیر بحث آ رہے ہیں۔ ایک قابل بحث مسئلہ سود اور نظامِ بنک کاری کا ہے۔ یہ امر قطعی ہے کہ سود ہمارے ہاں حرام ہے اور مسلم سوسائٹی میں اسے جاری نہیں رہنا چاہیے۔ لیکن ہماری اقتصادی سرگرمیوں کا دارومدار آج جس نظام بنک کاری پر ہے اس کی ریڑھ کی ہڈی اصولِ ربٰو ہے۔ سود کو حرام کیجیے تو بنک کاری کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے اور بنک کاری کو جاری رکھیے تو سود کو حلال ٹھہرانا پڑتا ہے۔ مگر دو برائیوں میں سے ایک کو قبول کرنے کے بجائے تیسرا راستہ بھی نکالا جا سکتا ہے۔ یعنی سرے سے نظامِ بنک کاری کو بدل دیا جائے اور اسے اسلامی اصول و حدود کا پابند بنا دیا جائے۔ پیشِ نظر انگریزی پمفلٹ کا موضوعِ بحث یہی ہے۔ سود کے بجائے اسلام کے اصولِ مضاربت (حصہ داری نفع و نقصان) کو سامنے رکھ کر فاضل پروفیسر نے بڑی خوبی سے ایک نئے نظامِ بنک کاری کا تصور دلایا ہے۔ سلسلۂ بحث میں اس موضوع سے متعلق تین ناگزیر مسائل لیے گئے ہیں: ایک یہ کہ "عفو" (SAVINGS) اور سرمایہ کاری (INVESTMENT) کے درمیان عملاً شرح سود (RATE OF INTEREST) واحد ذریعہ انضباط ہے، اب اگر سود کو اڑا دیا جائے تو اس کی جگہ دوسرا ذریعۂ انضباط کیا ہوگا؟ دوسرے یہ کہ بنک اپنے سرمایہ کا وافر حصہ قلیل المیعاد (SHORTTERM) عاریت میں دیتا ہے اور اس صورت میں حصہ داری نفع و نقصان کا اصول تجویز نہیں ہو سکتا، پھر ایک اسلامی بنک اس دائرے میں کیا تدبیر اختیار کر سکے گا؟ تیسرے یہ کہ غیر ممالک سے تجارتی معاملات کس طرح چلیں گے جبکہ ان سب کا نظامِ بنک کاری و مبادلہ سرمایہ دارانہ اصول ربٰو پر چل رہا ہے؟ اگرچہ ایک محدود سے مقالے میں ایسی پیچیدہ بحثوں کو فیصلہ کن حد تک نہیں پہنچایا جا سکتا، لیکن پھر بھی مؤلف کا اجتہادی طرزِ فکر قارئین پر سوچنے کی نئی راہیں کھول دیتا ہے۔ ہم مؤلف کے قلم سے اس موضوع پر ایک جامع تحقیقی کتاب کے منتظر رہیں گے۔